چرخہ کاتنا سکھاؤ اور سورہ نور سکھاؤ۔ یہ روایت ابن حبان میں ہے لیکن یہ موضوع ہے یعنی محض بناوٹی اور من گھڑت ہے اس کے راویوں میں ایک راوی محمد بن ابراہیم شامی ہے۔ جس کی نسبت اسماء الرجال کی کتاب میزان الاعتدال میں ہے کہ امام دارقطنی نے فرمایا ہے کہ یہ کذاب دروغ گو شخص ہے۔ امام ابن عدی فرماتے ہیں اسکی بیان کردہ روایتیں عموماً غیر محفوظ ہیں امام ابن حبان فرماتے ہیں یہ حدیثیں اپنی طرف سے گھڑ لیا کرتا تھا۔ الغرض یہ روایت کسی طرح قابل اعتبار نہیں۔ اور آپ اوپر صحیح حدیث پڑھ آئے ہیں جو اسکے خلاف ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی حفصہ کو کتابت سکھائی اور اسے پسند فرمایا ؎

مختصر با تو بگفتم و بدل ترسیدم + کہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

خلافت راشدہ اور فتوحات اسلامی پر ایک سرسری نظر

(از مولوی ابو سعید امام الدین صاحب مظفر نگری متعلم جماعۃ ششم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

دنیا میں جسقدر مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں ایک مذہب اسلام بھی ہے جس کے بانی ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگرچہ دنیا میں یہودیت اور عیسائیت کا بھی ایک جم غفیر موجود ہے مگر جو کامیابی اور فتوحات ملکیہ کی کثرت ایک مختصر سے وقت میں اسلام کو نصیب ہوئی ہے وہ بے مثل ہے جیسا کہ انشاء اللہ اس تحریر سے واضح ہو جائے گا۔

جو وقت اس خطۂ بے آب وگیاہ اور وادی غیر ذی زرع کو اللہ پاک نے اپنی رحمت کاملہ سے بذریعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قوت ایمانی سے سرسبز و شاداب بنا دیا اور جہالت کی تاریکی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اور اپنے انعامات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ یعنی آج کے دن میں نے تمہارے واسطے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت (نبوت) ختم کردی اور تمام ادیان میں تمہارے لئے اسلام کو پسند کر لیا۔

تو اب اس کی اشاعت و تبلیغ کا وارث اہل اسلام کو بنا کر اپنے پیارے حبیب کو اپنے پاس بلا یا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال نبوت اور زندگی کے ۶۳ سال پورا کرنے کے بعد اس دنیائے فانی سے عالم باقی کی طرف رخصت ہوئے اور اسلام کی آئندہ ترقی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد کیا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اس جہاں میں دو حصوں میں منقسم تھی۔ ایک یہ کہ آپ نبی اور پیغمبر کی شان سے موجود تھے۔ اور دوسری یہ کہ آپ نظام مملکت و زمام سلطنت کو سنبھالنے کیلئے ایک حاکم امیر اور سلطان وقت کی حیثیت سے بھی جلوہ افروز تھے، لیکن نبوت اور رسالت کا دروازہ تو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بند ہو چکا اسلئے آئندہ کوئی شخص اس خلعت سے سرفراز نہ ہوگا

ہاں ملک کی سیاست وانتظام کو برقرار رکھنے کیلئے آپ کی دوسری حیثیت کے پیش نظر آپ کے جانشین اور خلفار کا سلسلہ قائم رکھا گیا۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی آپ کے وہ پہلے چار "جانشین" ہیں جن کے منصب حکومت کو "خلافت راشدہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آج کی صحبت میں میں نہایت اجمال اور اختصار کے ساتھ انھیں چاروں خلیفوں کی ملکی فتوحات پر ایک سرسری نگاہ ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ ہم "غلام آباد" ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کو کچھ عبرت حاصل ہو۔

خلافت صدیق اکبرؓ

تمام مسلمانوں نے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ۱۱ھ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہو کر ایک مختصر جلسہ کر کے باتفاق رائے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا سب سے پہلے صدیق اکبر کے ہاتھ پر حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں نے آپ کے ساتھ وفاداری کا عہد کیا۔ کرسی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت صدیق نے سب سے پہلے ان چند قبائل کے خلاف کارروائی شروع کی جنھوں نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ صحابہ سے مشورہ کر کے مندرجہ ذیل گیارہ سرداروں کی ماتحتی میں لشکروں کو ان قبائل کی طرف روانہ کیا۔ خالدؓ بن ولیدؓ۔ عکرمہؓ بن ابو جہلؓ۔ شرجیلؓ بن حسنہؓ۔ مہاجر بن ابی امیہؓ۔ حذیفہؓ بن محصنؓ عرفجہؓ بن ہرثمہؓ۔ سویدؓ بن مقرنؓ۔ علاءؓ بن حضرمیؓ۔ طریفہؓ بن حاجز۔ عمروؓ بن عاص۔ خالدؓ بن سعدؓ۔ ان سرداروں نے ملک عرب کے مختلف مقامات پر جا کر لڑائی کی یہانتک کہ وہ اسلام لے آئے۔ اور مسلمانوں نے یمامہ کو (جو عرب کے جنوبی مغربی حصہ میں ایک مقام کا نام ہے) فتح کیا اور مسیلمہ کذاب کو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا قتل کر ڈالا۔ جب خطہٴ عرب میں امن قائم ہوگیا تو حضرت ابو بکر صدیق نے بیرون عرب کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ اور ان ریشہ دوانیوں اور خفیہ سازشوں کا سراغ لگایا جو اسلام اور اہل اسلام کے خلاف بیرونی ممالک میں پھیلائی جا رہی تھیں۔ اور مسلمانوں پر یورش کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ چنانچہ ان فتنوں کا سر کچلنے کی غرض سے ۱۲ھ میں ایک لشکر اسلام کے نامور جرنیل حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں ملک عراق کی جانب روانہ کیا۔ اسلام کے اس سپہ سالار اعظم نے مقابلہ پر آنیوالے دشمنوں سے خوب خوب مقابلہ کیا اور آخر عراق کے بہت سے مقامات کو فتح کر لیا۔

فتوحات شام

حضرت خالدؓ کے لشکر کو روانہ کرنے کے بعد ۱۳ھ میں ایک زبردست لشکر متعدد سرداروں میں تقسیم کر کے روم اور شام کی طرف روانہ کیا چنانچہ ہر ایک سردار اپنی اپنی فوج کو لیکر ملک شام کے مختلف مقامات پر پہنچا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے مقام جابیہ میں (جو دمشق کے اطراف میں ہے) قیام کیا اور یزید بن ابو سفیان مع اپنے لشکر کے بلقا میں مقیم ہوئے۔ شرجیل بن حسنہ نے اور عمرو بن عاص نے اپنی اپنی فوجوں کو علی الترتیب بصریٰ اور عربہ میں اتارا۔ اس طرح لشکر اسلامی ملک شام کے چند مشہور مقامات پر پہنچا۔ جب اسلامی لشکر کے اس طرح پر ملک کے حصوں میں پھیل جانے کی کیفیت اہل شام کو معلوم ہوئی تو انھوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنے بادشاہ ہرقل سے مدد طلب کی جو اسوقت بیت المقدس میں مقیم تھا۔

اس کی بادشاہت نہایت زور دار تھی۔ تمام چھوٹی چھوٹی حکومتیں اس سے خائف رہتی تھیں ملک کا اکثر حصہ اس کے زیر نگیں تھا۔ جب رعیت نے اس سے مدد طلب کی تو پہلے تو اس نے صلح کرنی چاہی مگر اہل شام کے مجبور کرنے پر مسلمانوں کے خلاف فوج جمع کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ چنانچہ ہرقل نے بھی مسلمانوں کے ہر ایک سردار کے مقابلہ میں اپنا ایک ایک سپہ سالار روانہ کیا۔ ہرقل نے اپنے بھائی تذارق کو نوے ہزار لشکر دے کر حضرت عمرو بن عاص کی طرف اور جرجیر بن تودر کو پچاس ہزار لشکر کے ساتھ یزید بن ابی سفیان کی طرف قیقار بن نسطوس کو ساٹھ ہزار فوج دیکر ابو عبیدہ کے مقابلہ میں۔ نیز دراقص کو ۴۰ ہزار لشکر دیکر شرحبیل کی طرف روانہ کیا۔

مسلمانوں نے رومیوں کے اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھا تو عمرو بن عاص سے رائے طلب کی انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کو ایک جگہ جمع ہوجانا چاہیئے اور حضرت ابوبکر صدیق کے پاس بھی اس کیفیت کی خبر دی اور مدد طلب کی حضرت ابوبکر صدیق نے مسلمانوں کو یرموک میں جمع ہوجانے کا حکم دیا اور ادھر حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کے پاس جو عراق میں خدمت اسلام انجام دے رہے تھے ایک خط روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم نصف لشکر لیکر ملک شام میں روانہ ہوجاؤ۔ اور آدھے لشکر پر مثنیٰ بن حارثہ کو مقرر کردو۔ اس حکم کو سنتے ہی حضرت خالدؓ عراق سے متعدد مقامات کو فتح کرتے ہوئے بصریٰ ہوکر اس اسلامی لشکر میں جو شام میں تھا شامل ہوگئے۔ اور تمام لشکر اسلامی کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے۔ رومی لشکر کا سپہ سالار باہان تھا۔

اس نئی کمک کے باوجود اسلامی لشکر کی کل تعداد ۳۶ ہزار تھی۔ لیکن اہل روم کی تعداد تقریباً ۲ لاکھ ۴۰ ہزار تھی۔ رومیوں کی اس تعداد کو گو ہم آدمیوں کا ایک طوفان سمجھ رہے ہیں لیکن قربان جائیے ان مسلمانوں پر جنھوں نے ان کافروں کو جو حق کو مٹانے اور اسلام کی آواز دبانے کے لئے مجتمع ہوگئے تھے۔ چند چلتی پھرتی مورتوں سے زیادہ وقعت نہ دی، ان کے سرفروشانہ عزم، مجاہدانہ ہمت اور بے پناہ جذبۂ شہادت نے ان کٹ پتلیوں کو خس و خاشاک سے زیادہ کچھ نہ سمجھا۔ ان کی حق پرست نگاہوں میں رومیوں کی یہ بھیڑ، بکریوں اور بھیڑوں کا ایک ریوڑ تھا جو شیر اسلام کی ایک ہی گرج سے تتر بتر ہوسکتا تھا چنانچہ حضرت خالد کی قیادت میں مجاہدین اسلام نے اس جانبازی اور جانفروشی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا کہ دم کے دم میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جدھر رخ کیا میدان صاف تھا۔ آخر رومیوں کو ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا اور مسلمانوں کو ایسی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی جس سے اہل اسلام کے حوصلے بلند ہوگئے اور فتوحات کا دروازہ ملک شام میں مسلمانوں کے لئے کھل گیا۔ مخالفین کی ہمتیں پست ہوگئیں مگر افسوس کہ ابھی یہ فتح مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر ہی میں حضرت خالدؓ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی۔ لیکن سلسلہ جنگ برابر جاری رہا۔ یہانتک کہ اس کی تکمیل حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ہوئی چنانچہ اس کا ذکر آگے آئیگا۔

امیر المومنین حضرت صدیقؓ کی خلافت تقریباً ۲ ½ سال رہی جس میں نجران۔ جرش۔ بحرین۔ خولان وغیرہ بڑے بڑے مقامات فتح ہوئے۔

خلافت حضرت عمر فاروقؓ اور فتوحات اسلامیہ کا عروج

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد سنہ ۱۳ھ میں حضرت عمرؓ کرسی خلافت پر متمکن ہوئے آپ کے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی شجر اسلام کی ڈالیوں میں فتح وظفر کے غنچے کھلنے لگے اور اس کے برگ وبار میں تازگی وشادابی کا ایک نیا رنگ پیدا ہوگیا۔

فتح دمشق

جنگ یرموک کے دوران میں حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کے بجائے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو سپہ سالار اعظم بنایا۔ جو وقت اہل یرموک کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور تمام رومی جان بچا کر بھاگ نکلے تو حضرت ابوعبیدہ نے بشیر بن کعب حمیری کو یرموک پر مقرر کر کے خود لشکر کو لیکر شکست خوردہ فوج کے تعاقب کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ ان کو اس بات کی خبر ہو چکی تھی کہ مقام فحل میں شکست خوردہ فوج نے اپنی جماعت قائم کر لی۔ ان کی مدد کے واسطے حمص سے بھی نئی فوج آئی ہے۔ اور یہ لوگ دوبارہ حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں اس واسطے حضرت ابوعبیدہ فوج کو لیکر مقام صفر میں مقیم ہوئے۔ اب حیران تھے کہ حملہ کی ابتدا فحل سے کریں یا دمشق سے چنانچہ حضرت عمرؓ سے مشورہ لیا آپ نے فرمایا تم دمشق پر پہلے حملہ کرو کیونکہ وہاں بڑے بڑے مضبوط قلعے ہیں اور بادشاہوں کے رہنے کے لئے ایک محفوظ مقام ہے چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے پہلے دمشق پر حملہ کیا اور چاروں طرف سے اسکا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ تقریباً ۷۰ روز تک قائم رہا۔ مسلمانوں نے ان تمام راستوں کو جہاں سے دشمن کو کسی قسم کی بھی امداد پہنچ سکتی تھی بند کر دیا۔ اسی اثنا میں دمشق کے فرمانروا کے یہاں جو تمام شہر کا پادری تھا لڑکا پیدا ہوا۔ اس خوشی میں اس نے تمام پہرہ داروں کو دعوت دی۔ تمام سپاہی اپنے اپنے مقامات کو چھوڑ کر دعوت میں شریک ہوئے اہل دمشق کی ان تمام کیفیات کی خبر حضرت خالد کو ہوگئی وہ آہستہ سے مسلمانوں کی ایک جماعت لیکر شہر کے دروازوں کی طرف بڑھے۔ جب دروازے کے قریب پہنچے تو حضرت خالد ایک رسی کے ذریعہ دیوار پر چڑھ گئے اور باقی ماندہ فوج کو آگاہ کر دیا کہ جب تکبیر کی آواز سنو تو فوراً ہمارے پاس آجانا۔ جب حضرت خالد دیوار پر چڑھکر نیچے اترے تو جو پہریدار موجود تھے ان کو قتل کر ڈالا پھر اوپر چڑھکر بلند آواز سے نعرۂ تکبیر پکارا۔ تکبیر کی آواز سنتے ہی مسلمان شہر کی جانب بڑھے اور اندر داخل ہوگئے۔ یکایک مسلمانوں کے شہر میں داخل ہونے سے اہل دمشق پریشان ہوگئے اور جزیہ پر مسلمانوں سے صلح کر لی یہ سنہ ۱۴ھ کا واقعہ ہے۔

فتح بیت المقدس

دمشق کو فتح کرنے کے بعد لشکر اسلامی بیروت۔ سبطیہ۔ قیساریہ اور یاقہ وغیرہ بڑے بڑے شہروں کو فتح کرتا ہوا شام کے سواحل تک پہنچا اور شام کے اکثر شہروں کی فتوحات سے فارغ ہو کر ابوعبیدہ بن جراح اردن کی طرف روانہ ہوئے۔ اور لشکر اسلامی کو بیت المقدس کے لئے جمع کیا اور بیت المقدس کے پادری کے پاس خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی انھوں نے انکار کیا اور نیز کسی چیز کو قبول نہ کیا بالآخر مسلمانوں نے بیت المقدس کا سختی سے محاصرہ کیا اور یہ شرط کی کہ خود خلیفۃ المسلمین صلح میں شریک ہوں چنانچہ ابوعبیدہ نے حضرت عمرؓ کے پاس مدینہ میں خط لکھا۔ خط پہنچنے پر حضرت عمرؓ نے صحابہ سے

اپنی شرکت کے متعلق مشورہ لیا۔ ان کا مشورہ ملنے پر مدینہ سے اپنا ایک غلام ساتھ لیکر تنہا روانہ ہوئے۔ چلنے کی کیفیت یہ تھی کہ ایک منزل تک حضرت عمر اونٹ پہ ہوتے اور غلام نیچے ہو کر چلتا۔ اور دوسری منزل پر غلام سوار ہوتا اور بادشاہ وقت پیدل چلتے۔ اسی طرح چلتے چلتے بیت المقدس کے قریب ہوئے۔ شہر میں داخل ہوتے وقت غلام کی باری اونٹ پر سوار ہونے کی تھی اور حضرت عمر کی پیدل چلنے کی۔ غلام نے ہر چند چاہا کہ آپ سوار ہوں اور میں پیدل چلوں مگر خلیفۂ اسلام کے دل میں مساوات اسلامی کا صحیح نقشہ جما ہوا تھا اسلئے ہر گز اس کو قبول نہ کیا۔ جب وقت حضرت عمر جابیہ میں پہنچے تو شہر کا حاکم شہر کی جانب بھاگا اور روسا، قدس بغرض صلح خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے اور جزیہ پر صلح ہوئی دو صلح نامے لکھے گئے۔ ایک اہل عرب کے پاس رہا اور دوسرا اہل قدس کے پاس۔ صلح کے اندر مسلمانوں نے کسی قسم کی سختی ان پر نہ کی بلکہ ان کو جس دین میں تھے رہنے دیا۔ ان کے پادریوں اور عبادت خانوں کو باقی رکھا یہ ۱۵ھ میں ہوا۔

فتح مصر جس وقت بیت المقدس کی فتح تکمیل ہو چکی اور گرد و نواح کے تمام علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آچکے تو اس کے بعد ۱۹ھ میں حضرت عمرو بن عاص نے فتوحات مصر کے متعلق حضرت عمر سے اجازت چاہی چنانچہ اجازت ملنے پر ۰۰۰،۴ مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت لیکر مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں مقام ریف میں مصری گورنر جاثلیق سے مقابلہ ہوا مگر وہ اہل اسلام کے مقابلہ میں ناکام رہا۔ اور شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور جزیہ پر صلح ہوئی۔ مگر چند لوگوں نے بادشاہ مصر یعنی مقوقس کے پاس خبر پہنچائی اور مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا۔ آخرکار بادشاہ مصر نے مسلمانوں کے خلاف مدد دینی شروع کی۔ قبطیوں کا ایک زبردست لشکر حضرت عمرو بن عاص کے مقابلہ میں روانہ کیا بالآخر مقابلہ ہوا۔ قبطی اہل اسلام کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلے اور صلح کرنے پر مجبور ہوئے چنانچہ ہر مصری پر دو دو دینار مقرر ہوئے۔ جزیہ کی کل تعداد جو کہ اہل مصر پر مقرر ہوئی ایک کروڑ بیس لاکھ تھی۔

فتح اسکندریہ مصر کے فتح کرنے کے بعد لشکر اسلامی اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا۔ رومی اور قبطی لشکر سے مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی کے بعد بہت سے رومی لڑائی میں مقتول ہوئے اور ان کو نہایت زبردست شکست ہوئی اور اسکندریہ فتح ہوا یہ ۲۰ھ میں ہوا۔

اس کے بعد ۲۲ھ میں برقہ پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں نے جزیہ پر صلح کر لی۔ دوسرا حملہ طرابلس پہ ہوا مسلمانوں نے اس شہر کا تقریباً ایک ماہ تک محاصرہ کرنے کے بعد فتح کیا اسی طرح رفتہ رفتہ مسلمانوں نے شمالی افریقہ کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔

فتح عراق کی تکمیل یہ بات معلوم ہو چکی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق کی جانب روانہ کیا تھا اس کے بعد شام کی جانب چلنے کا حکم دیا تھا جو وقت حضرت خالدؓ عراق سے روانہ ہوئے تھے تو باقی ماندہ فوج پر مثنیٰ بن حارثہ کو حاکم مقرر کیا تھا۔ انھوں نے لشکر کو لیکر کسریٰ کے

دارالسلطنت حیرہ پر حملہ کیا کسریٰ نے تیرہ ہزار سپاہی ہرمز کی قیادت میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ عربی فارسی لشکروں میں شدت کے ساتھ لڑائی ہوئی ہرمز کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ مگر مسلمانوں کی فوج کم تھی اور فارس میں کچھ ممالک فتح ہونے سے ابھی باقی تھے اس واسطے حضرت عمر نے مثنیٰ ابن حارثہ کی مدد کے واسطے ابو عبیدہ بن مسعود کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا جبوقت یہ لشکر اسلامی پہنچا تو مثنیٰ بن حارثہ دشمن کے مقابل ہو کر مقابلہ کر رہے تھے اہل فارس نے رستم کی قیادت میں تقریباً ایک لاکھ لشکر روانہ کیا تھا اس لڑائی میں تقریباً چار ہزار فرزندان اسلام نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور سپہ سالار اسلامی یعنی ابو عبیدہ بھی زیور شہادت سے ملبوس ہوئے جبوقت اس دردناک واقعہ کی خبر حضرت فاروق اعظم کو ہوئی تو بیحد افسوس ہوا۔ اور مقابلہ کے لئے ایک لشکر جریر بن عبداللہ کی قیادت میں مسلمانوں کی مدد کے واسطے روانہ کیا جب یہ فوج پہنچی تو اسوقت مسلمان مقام عذیب میں فارسیوں سے لڑ رہے تھے اس جنگ میں کفار کو زبردست ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا مسلمانوں کے سپہ سالار اعظم مثنیٰ ابن حارثہ بھی زخمی ہوئے۔

جب اہل فارس کو پے درپے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو آپس میں بادشاہ کے متعلق اختلاف پیدا ہوگیا اور دو جماعتیں بن گئیں آخرکار تمام اہل فارس نے ایک نیا بادشاہ یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ کو منتخب کیا اس نئے بادشاہ کی عمر ۲۱ سال کی تھی اب اہل فارس نے مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست کارروائی شروع کی جب اہل فارس متفق ہوچکے تو مثنیٰ بن حارثہ نے حضرت عمر کے پاس اس نئے بادشاہ کے منتخب ہونے اور اہل فارس کے دیگر حالات سے خبر دی۔ جبوقت یہ خبر حضرت عمر کے پاس پہنچی تو فرمایا کہ عرب کے بادشاہ عجم کے بادشاہ کو ضرور ماریں گے"۔ پھر مسلمانوں کے مختلف قبائل کو آمادہ کیا جب مسلمانوں کا لشکر جمع ہوچکا تو حضرت عمر نے چاہا کہ خود لڑائی میں حاضر ہوں اور اپنی جگہ پر حضرت علیؓ کو عارضی خلیفہ بنائیں مگر مسلمان آپ کے چلنے پر رضامند نہ ہوئے بلکہ یہ رائے پاس کی کہ سعد بن ابی وقاص کو فوج دیکر دشمن کے مقابلہ میں روانہ کیا جائے۔ آخرکار ایسا ہی ہوا اور حضرت سعد تمام لشکر اسلامی کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے اور امداد کیلئے عمرو بن معدی کرب کو ساتھ روانہ کیا۔ جب مسلمانوں کا تمام لشکر ایک جگہ مجتمع ہوگیا تو اب حضرت سعد نے مسلمانوں کی ایک جماعت یزدجرد کے پاس روانہ کی تاکہ اسکو اسلام کی طرف آنے کی دعوت دیں۔ یا جزیہ دینا قبول کرلیں۔ اگر ان میں کسی کو بھی منظور نہ کریں تو پھر لڑائی کا پیغام پہنچادیں جب اسلامی وفد نے یہ تمام باتیں شاہ فارس کے سامنے پیش کیں تو وہ مسلمانوں سے نہایت ہی سخت کلامی سے پیش آیا۔ اور کہا میں اپنے سپہ سالار رستم کے ذریعہ تم کو سخت تکلیف پہنچاؤں گا کہ پھر کبھی یہاں آنے کا لفظ بھی زبان پر نہ لاؤگے۔ چنانچہ رستم کی ہمراہ دو لاکھ سپاہ اور ۳۳ ہاتھی روانہ کئے مقام قادسیہ میں دونوں فوجوں کا اجتماع ہوا۔ ایک طویل گفت شنید کے بعد لڑائی کا میدان گرم ہوگیا۔ تین دن تک گھمسان لڑائی رہی۔ رستم ایک ہاتھی پر محفوظ ہوادار ہودج میں بیٹھا ہوا فوج کی کمان کر رہا تھا۔ اچانک ایک مسلمان سپاہی ہلال بن علقمہ نے دیکھا اور قتل کر ڈالا اور پھر رستم کے قتل ہوجانے کا

کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے فارسیوں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔

اس جنگ میں ۸ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور تیس ہزار کافر جہنم رسید ہوئے۔ اس لڑائی سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے شہر مدائن پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ یہاں سے بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کیا اور باقی مال مجاہدین پر تقسیم ہوا۔ ہر ایک مسلمان سپاہی کو مال غنیمت سے تقریباً بارہ ہزار روپیہ کی مالیت حاصل ہوئی۔ پھر پے در پے فارس کے اکثر حصہ کو مسلمانوں نے فتح کر لیا مگر ابھی فارس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا کہ ۲۳ھ میں ابو لولو علیہ ما علیہ نے زہر آلود خنجر سے بحالت نماز حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی کو شہید کر دیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

خلافت حضرت عثمانؓ اور فتوحات فارس کی تکمیل

حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوئے ان کی خلافت تقریباً بارہ سال تک رہی ان کے زمانہ میں ارمینیا ۲۵ھ میں سلمان بن ربیعہ نے فتح کیا اس کے بعد ملطیہ۔ قونیہ تفلیس اور شمکور وغیرہ بڑے بڑے شہر فتح ہوئے اسی ۲۵ھ میں حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان جو شام کے گورنر تھے ان کو فتوحات کا بہت شوق تھا انھوں نے جزیرہ قبرص کے فتح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ خلیفہ نے اجازت دی مگر یہ کہدیا کہ جو مسلمان اپنی اپنی خوشی سے لڑائی میں جائیں ان کو لے جاؤ۔ کسی کو مجبور نہ کرو کیونکہ قبرص کے فتح کرنے میں سمندر کو پار کرنا پڑتا تھا حضرت امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن قیس کی قیادت میں بذریعہ کشتیوں کے فوج کو روانہ کیا اور قبرص کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے رہنے والوں نے صلح کر لی۔ ۲۶ھ میں خلیفہ نے عبداللہ بن ابی سرح کو فوج دیکر شمالی افریقہ کے باقی ماندہ شہروں کو فتح کرنے کیلئے روانہ کیا چنانچہ اندلس اور سبطیلہ وغیرہ کی فتوحات کو مکمل کیا ۳۱ھ میں حضرت عثمان نے فارس کی فتوحات کو مکمل کرنے کیلئے ایک فوج عبداللہ بن عامر کی زیر قیادت روانہ کی یہ لشکر اسفرائن ابیورد اور طوس وغیرہ کو فتح کرتا ہوا ازدشیر تک جہاں یزدجرد مع اپنی سپاہ کے تھا پہنچا۔ یہ بھی سخت لڑائی کے بعد فتح ہوا۔ یزدجرد سط المرغاب کی طرف بھاگا مگر راستہ میں اس کو قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد فارس کا تمام ملک فتح ہو کر دولت عربیہ میں شمار ہونے لگا۔ ۳۲ھ میں حضرت معاویہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا مگر مسلمانوں کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ قسطنطنیہ خلافت بنی امیہ کے زمانہ میں کامل طور پر فتح ہوا۔ اس کے بعد ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے ان کی شہادت کا واقعہ بہت دردناک ہے پھر کسی موقعہ پر انشاء اللہ مستقل طور پر تحریر کرونگا۔

خلافت حضرت علیؓ اور خلفاء راشدین کا اختتام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تقریباً ۴½ سال تک رہی ان کی خلافت میں کوئی ملک